اذ عرض علیہ بالعشی الصفنت الجیاد o قال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب o علماء فرماتے ہیں یہ نماز نماز عصر تھی۔ جلالین میں ہے۔ عن ذکر ربی ای صلاۃ العصر۔ مدارک میں ہے غفل عن العصر وکانت فرضا فاغتم۔ اور سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کا زمانہ یونس وعُزیر علیہما الصلاۃ والسلام سے مقدم ہے تو اولیت صلاۃ عصر ان دونوں صاحبوں کے لئے کیونکر ہوسکتی ہے نسیم الریاض میں زیر حدیث ماینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی ہے ھو من ولد بنیامین بن یعقوب علیہم الصلاۃ والسلام وکان بعد سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام اھ وفیہ فی فصل حکم عقد قلب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یونس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما فی مرأۃ الزمان کان بعد سلیمٰن نبی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام یہ تو یونس علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت تصریح تھی اور حضرت عُزیر کا سیدنا سلیمان علیہما الصلاۃ والسلام کے بعد ہونا خود ظاہر کہ اُن کا واقعہ موت وحیات کہ قرآن عظیم میں مذکور بعد اس کے ہوا کہ بخت نصر بیت المقدس کو ویران کرگیا تھا اور احادیث سے ثابت کہ بیت المقدس کی بنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع اور سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ختم فرمائی۔ تو سلیمان وعُزیر علیہما الصلاۃ والسلام میں صدہا سال کا فاصلہ تھا۔ معالم التنزیل میں ہے، قال الذی قال ان المار کان عُزیرا ان بخت نصر لما خرب بیت المقدس واقدم سبی بنی اسرائیل ببابل کان فیہم عزیر ودانیال وسبعۃ الاف من اھل بیت داؤد علیہم الصلاۃ والسلام فلما نجا عزیر من بابل ارتحل علی حمار لہ الخ اسی میں ہے یعملون لہ مایشاء من محاریب کان مما عملوا لہ بیت المقدس ابتدأہ داود علیہ الصلوۃ والسلام فلما توفاہ اللہ تعالٰی استخلف سلیمٰن علیہ الصلوۃ والسلام فبنی المسجد بالرخام والجواھر واللاٰلی والیواقیت فلم یزل بیت المقدس علی مابناہ سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام حتی غزاہ بخت نصر فخرب المدینۃ ونقض المسجد اھ ملتقطا۔ بخلاف قول چہارم کہ اُس کی کسی بات پر اعتراض نہیں تو ظاہرا وہی مرجح وقرین قیاس اور حقیقت حال کا علم مولٰی سبحانہ وتعالٰی کے پاس۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ (۲۵۱): از ریاست رامپور بزریہ ملا ظریف گھیر عبدالرحمٰن خاں مرحوم مرسلہ عبدالرؤف خاں
۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ

بگرامی خدمت فیض درجت جناب مولانا بحر العلوم صاحب زاد کرمہ، حضرت رسول اللہ صلی اللہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

[illegible] الصلوٰۃ قبل المعراج

تعالیٰ علیہ وسلم بعد نبوت قبل شبِ معراج جو دو وقتوں میں نماز پڑھتے تھے وہ کس طور پر ادا فرماتے تھے بیّنوا توجروا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

الحمد للّٰہ وکفی ۵ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفی ۵ لاسیما علی صاحب المعراج المصطفٰی والہ وصحبہ المقیمین الصلوٰۃ والعدل والوفاء ۵

الجواب: پیش از اسرا دو وقت یعنی قبل طلوع شمس و قبل غروب کے نمازیں مقرر ہونے میں علما کو خلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اس سے پہلے صرف قیام لیل کی فرضیت ثابت باقی پر کوئی دلیل صریح قائم نہیں **فی الدر** المختار اول کتاب الصلاۃ فرضت فی الاسراء وکانت قبلہ صلاتین قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا شمنی اھ **وفی** المواھب من المقصد الاول قبیل ذکر اول من اٰمن قال مقاتل کانت الصلوٰۃ اول فرضھا رکعتین بالغداۃ ورکعتین بالعشی لقولہ تعالٰی وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار قال فی فتح الباری کان صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قبل الاسراء یصلی قطعا وکذلک اصحابہ ولکن اختلف ھل افترض قبل الخمس شیئ من الصلوٰۃ ام لا فقیل ان الفرض کان صلاۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا والحجۃ فیہ قولہ تعالٰی وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا انتھی وقال النووی اول ماوجب الانذار والدعاء الی التوحید ثم فرض اللّٰہ تعالٰی من قیام اللیل ماذکرہ فی اول سورۃ المزمل ثم نسخہ بما فی اٰخرھا ثم نسخہ بایجاب الصلوات الخمس لیلۃ الاسراء بمکۃ اھ ما فی المواھب **وفی** شرحھا للعلامۃ الزرقانی من المقصد التاسع ذھب جماعۃ الی انہ لم تکن قبل الاسراء صلاۃ مفروضۃ الا ماوقع الامر بہ من صلاۃ اللیل بلا تحدید وذھب الحربی الی ان الصلاۃ کانت مفروضۃ رکعتین بالغداۃ ورکعتین بالعشی وردہ جماعۃ من اھل العلم اھ **وفیھما** من المقصد الخامس فی الاسراء عند ذکر صلاتہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم بالانبیاء ببیت المقدس (وقد اختلف فی ھذہ الصلوٰۃ) ھل ھی الشرعیۃ المعروفۃ او اللغویۃ وصوب الاول لان النص یحمل علی حقیقتہ الشرعیۃ مالم یتعذر وعلی ھذا اختلف (ھل ھی فرض) ویدل علیہ کما قال النعمانی حدیث انس عند ابی حاتم المتقدم قریبا للمصنف (او نفل) واذ قلنا انھا فرض فای صلاۃ ھی قال بعضھم الاقرب انھا الصبح ویحتمل ان تکون العشاء) والاحتمالان کما قال الشامی لیسا بشیئ سواء قلنا صلی بھم

https://www.facebook.com/darahlesunnat

قبل العروج اوبعدہ لان اول صلاۃ صلاھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الخمس مطلقا الظہر بمکۃ باتفاق ومن حمل الاولیۃ علی مکۃ فعلیہ الدلیل قال والذی یظھر انما کانت من النفل المطلق اوکانت من الصلوۃ المفروضۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل لیلۃ الاسراء وفی فتاوی النووی مایؤید الثانی اھ باختصار **اقول** وفی الاستدلال بقولہ عز اسمہ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا نظر فان تتمۃ الاٰیۃ ومن اٰناء اللیل فسبح واطراف النھار لعلک ترضی فان حمل التسبیح علی الصلاۃ لقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کل تسبیح فی القراٰن صلاۃ اخرجہ الفریابی عن سعید بن جبیر وان کان ربما یفید الاستثناء من کلیتہ علی ما **اقول** قولہ جل ذکرہ کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ وقولہ تعالیٰ فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الیٰ یوم یبعثون فان الظاھر ان المراد بہ ماذکر عنہ ربہ عزوجل بقولہ فنادی فی الظلمت ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین بہ فسرہ سعید بن جبیر ارشد تلامذۃ ابن عباس الراوی عنہ تلک الکلیۃ وقد قال الحسن البصری کما فی المعالم ماکانت لہ صلاۃ فی بطن الحوت ولکنہ قدم عملا صالحا بید ان ابن عباس ھھنا ایضا مشی علی اصلہ فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ من المسبحین من المصلین ویکون المعنی حینئذ ما قال الضحاک انہ شکر اللہ تعالیٰ لہ طاعتہ القدیمۃ کما فی المعالم ایضا فعلی ھذا الحمل واخذ الامر للوجوب تدل الاٰیۃ باٰخرھا علی فرضیۃ اکثر من صلاتین الا ان یقال لم یقصد الحصر بدلیل ان قیام اللیل کان فریضۃ من قبل قطعا ولکن یبقی قولہ تعالیٰ واطراف النھار وحملہ علی المذکورتین یستلزم التکرار اما استدلال مقاتل بقولہ تعالیٰ وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار **فاقول** اضعف واضعف بل لیس بشیئ اصلا فان الاٰیۃ من سورۃ حم المؤمن قد تأخر نزولھا عن سورۃ بنی اسرائیل النازلۃ بخبر الاسراء بزمان طویل فقد روی ابن الضریس فی فضائل القراٰن عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما فی حدیث ترتیب نزول السور قال کان اول ما نزل من القراٰن اقرأ باسم ربک ثم ن فذکر الحدیث الی ان قال ثم بنی اسرائیل ثم یونس ثم ھود ثم یوسف ثم الحجر ثم الانعام ثم الصٰفٰت ثم لقمان ثم سبا ثم الزمر ثم حم المؤمن الحدیث فکیف یستدل بھا علی ایجاب صلوۃ قبل الاسراء لاجرم ان فسرھا ترجمان القراٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالصلوات الخمس کما فی المعالم وقد یستدل بما روی ابن ابی حاتم

https://www.facebook.com/darahlesunnat

فی تفسیرہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث الاسراء واتیانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس لم البث الا یسیرا حتی اجتمع ناس کثیر ثم اذن مؤذن واقیمت الصلوٰۃ قال فقمنا صفوفا ننتظر من یؤمنا فاخذ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدی فقدمنی فصلیت بھم فلما انصرفت قال لی جبریل اتدری من صلی خلفک قلت لا قال صلی خلفک کل نبی بعثہ اللہ وھو الحدیث المشار الیہ فی کلام الزرقانی عن الامام النعمانی **اقول** ولعل مطمح نظر المستدل وقوع الاذان والاقامۃ فانھما من خصائص الفرائض **و لا** فلان الاذان والاقامۃ المعھودین ما شرعا الا بالمدینۃ والاسراء قبل الھجرۃ ولذا قال الزرقانی فی تفسیر الحدیث اذن مؤذن ای اعلم بطلب الصلاۃ فاقیمت الصلوٰۃ ھیئ لھا وشرعوا فیھا فلا یرد ان الاذان والاقامۃ انما شرعا بالمدینۃ والاسراء کان بمکۃ اھ واما **ثانیا** فلان تخصیصھما بالفرائض انما عرف بعد ما شرعا للامۃ اما قبل ذلک فاتی دلیل علیہ واما **ثالثا** وھو القاطع فلان الاسراء انما کان باللیل وقد علمنا ان صلاۃ اللیل کانت فریضۃ قبل فرض الخمس فما یدریک لعلھا ھی وبہ یظھر الجواب عما عسی ان یتعلق بہ متعلق مما روی مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث الاسراء وحانت الصلوٰۃ فاممتھم
تاہم اس قدر یقیناً معلوم کہ معراج مبارک سے پہلے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازیں پڑھتے۔ نماز شب کی فرضیت تو خود سورۂ مزمل شریف سے ثابت اور اُس کے سوا اور اوقات میں بھی نماز پڑھنا وارد عام ازینکہ فرض ہو یا نفل حدیث میں ہے کان المسلمون قبل ان تفرض الصلوات الخمس یصلون الضحی والعصر فکان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ اذا صلوا آخر النھار تفرقوا فی الشعاب فصلوھا فرادی فرضیت پنجگانہ سے پہلے مسلمان چاشت اور عصر پڑھا کرتے۔ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام جب آخر روز کی نماز پڑھتے گھاٹیوں میں متفرق ہو کر تنہا پڑھتے رواہ ابن سعد وغیرہ عن عزیزۃ بنت تجراۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکرہ فی ترجمتھا من الاصابۃ احادیث اس باب میں بکثرت ہیں اور ان کی جمع و تطبیق کی حاجت نہیں بلکہ نماز شروع روز بعثت شریف سے مقرر و مشروع ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اُتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اُسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نماز پڑھی اور اُسی دن بہ تعلیم اقدس حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی۔ دوسرے دن امیر المؤمنین

https://www.facebook.com/darahlesunnat

علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی نے حضور کے ساتھ پڑھی کہ ابھی سورۂ مزمل نازل بھی نہ ہوئی تھی تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے فقد اخرج احمد وابن ماجۃ والحارث فی مسندہ وغیرھم عن اسامۃ بن زید عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی اول مااوحی الیہ فاراہ الوضوء والصلوۃ فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفۃ من ماء فنضح بھا فرجہ (وفی سیرۃ ابن اسحاق وسیرۃ ابن ھشام والمواھب اللدنیہ من المقصد الاول وکتاب الخمیس وافضل القری لقراء ام القری للامام ابن حجر المکی ثم حاشیۃ الکنز للعلامۃ السید ابی السعود الازھری ثم حاشیۃ الدر للعلامۃ السید احمد الطحطاوی وھذا لفظ القسطلانی مزیدا من الزرقانی (قد روی) مرضہ لان لہ طرقا لاتخلو من مقال لکنھا متعددۃ یحصل باجتماعھا القوۃ (ان جبریل بدالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وھو باعلی مکۃ کما عند ابن اسحاق ای بجبل الحراء کما فی الخمیس (فی احسن صورۃ واطیب رائحۃ فقال یامحمد ان اللہ یقرؤک السلام ویقول لک انت رسولی الی الجن والانس فادعھم الی قول لا الہ الا اللہ ثم ضرب برجلہ الارض فنبعت عین ماء فتوضأ منھا جبریل) زاد ابن اسحٰق ورسول اللہ ینظر الیہ لیریہ کیف الطھور الی الصلوۃ (ثم امرہ ان یتوضأ وقام جبریل یصلی وامرہ ان یصلی معہ) زاد فی روایۃ ابی نعیم عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا فصلی رکعتین نحو الکعبۃ (فعلمہ الوضوء والصلوۃ ثم عرج الی السماء ورجع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایمر بحجر ولا مدر ولا شجر الا وھو یقول السلام علیک یا رسول اللہ حتی اتی خدیجۃ فاخبرھا فغشی علیھا من الفرح ثم امرھا فتوضأت وصلی بھا کما صلی بہ جبریل) زاد فی روایۃ (فکانت اول من صلی (فکان ذلک اول فرضھا) ای تقدیرھا (رکعتین) اھ ولہ تمام سیأتی واخرج الطبرانی عن ابی رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ قال صلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول یوم الاثنین وصلت خدیجۃ اٰخرہ وصلی علی یوم الثلثاء بالجملہ یہ سوال ضرور متوجہ ہے کہ معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے **اقول** ملاحظۂ آیات واحادیث سے ظاہر کہ وہ نماز اسی انداز کی تھی اُس میں طہارت ثوب بھی تھی قال تعالٰی فی سورۃ المدثر وثیابک فطھر **وضو** بھی تھا کما تقدم اٰنفا **استقبال قبلہ** بھی تھا کما مر من حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا وروی ابن اسحاق فی سیرتہ قال حدثنی عبداللہ بن نجیح المکی عن اصحابہ عطاء ومجاھد

https://www.facebook.com/darahlesunnat

وعمن روی ذلك فساق حدیث اسلام عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وفیہ فجعلت امشی رویدا ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائم یصلی یقرؤ القراٰن حتی قمت فی قبلتہ مستقبلہ ما بینی وبینہ الا ثیاب الکعبۃ قال فلما سمعت القراٰن رق لہ قلبی الحدیث **تکبیر تحریمہ بھی تھی** قال تعالٰی وربك فکبر ۵ وقال عز اسمہ فی سورۃ الاعلٰی النازلۃ قدما وذکر اسم ربہ فصلی ۵ **قیام بھی تھا** قال تعالٰی یاایھا المزمل ۵ قم اللیل الاٰیات الی قولہ جل ذکرہ ان ربك یعلم انك تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ وطائفۃ من الذین معك **قرارت بھی تھی** قال تعالٰی فی سورۃ المزمل فاقرؤا ما تیسر من القراٰن وقال الزرقانی تحت ما تقدم من قول مقاتل رکعتین بالغداۃ ورکعتین بالعشی یحتمل انہ کان یقرؤ فیھما بما اتاہ من سورۃ اقرأ حتی نزلت الفاتحۃ **رکوع بھی تھا** علی خلف فیہ کما سیأتی وقد تظافرت الاحادیث الحاکیۃ عما قبل الاسراء بصلاۃ رکعات اور رکعتین منہا ما تقدم اٰنفا من حدیث ابی نعیم فصلی رکعتین ومن حدیث غیرہ فکان ذلك اول فرضہا رکعتین وانما سمیت رکعۃ للرکوع **سجود بھی تھا** کما فی حدیث ایذاء ابی جھل وغیرہ من الکفرۃ لعنھم اللہ تعالٰی حین صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند الکعبۃ فرمقوا سجودہ فالقوا علیہ ما القوا بہ فی قلیب بدر ملعونین والحمد للہ رب العٰلمین والحدیث معروف فی الصحیحین وغیرھما عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ وفیہ من قول الکفار یجیئ بہ ثم یمھلہ حتی اذا سجد وضع بین کتفیہ قال فانبعث اشقاھم فلما سجد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وضعہ بین کتفیہ وثبت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ساجدًا الحدیث وقد قال تعالٰی فی سورۃ اقرأ واسجد واقترب **جماعت بھی تھی** کما تقدم من حدیث المبعث ولفظہ عند ابن اسحاق ثم قام بہ جبرئیل فصلی بہ وصلی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بصلاتہ الی ان قال فی خدیجۃ فصلی بھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما صلی بہ جبرئیل فصلت بصلاتہ اھ وقد قال تعالٰی وطائفۃ من الذین معك واخرج الشیخان عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فی حدیث مجیئ الجن الیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول البعث انھم اتوہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو یصلی باصحابہ صلوۃ الفجر قال الزرقانی المراد بالفجر الرکعتان اللتان کان یصلیھما قبل طلوع الشمس الخ **جہر بھی تھا** قال تعالٰی قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قراٰنا عجبا یھدی الی الرشد فاٰمنا بہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

وقد کانوا سمعوہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی صلوۃ الفجر کما تقدم ومر حدیث ابن اسحاق فی اسلام امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وروی ابن سنجر فی مسندہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرجت اتعرض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل ان اسلم فوجدتہ قد سبقنی الی المسجد فقمت خلفہ فاستفتح سورۃ الحاقۃ فجعلتُ اتعجّبُ من تألیف القراٰن فقلت ھو شاعر کما قالت قریش فقرأ انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون ہ فقلت کاھن علم ما فی نفسی فقرأ ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ہ الی اٰخر السورۃ فوقع الاسلام فی قلبی کل موقع **اقول** لکن ذکر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی حدیثہ المذکور نزول الحاقۃ بعد بنی اسرائیل بسبع وعشرین سورۃ وجعلہا من اواخر ما نزل بمکۃ ولا یظہر الجمع بان بعضہا نزل قدیما فسمعہ عمر قبل ان یسلم وتأخر نزول الباقی واعتبر ابن عباس بالاکثر فان امیر المؤمنین یقول فی ھذا الحدیث ان صح فاستفتح سورۃ الحاقۃ ویذکر الاٰیات من اواخرہا ثم یقول الی اٰخر السورۃ فاللہ تعالیٰ اعلم بل قال مجاھد فی قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر ھو الجھر بالقراٰن حکاہ فی المواھب من المقصد الاول قال قالوا وکان ذلک بعد ثلث سنین من النبوۃ قال الزرقانی تبرأ منہ لجزم الحافظ فی سیرتہ بان نزول الاٰیۃ کان فی السنۃ الثالثۃ بالجملہ جہاں تک نظر کی جاتی ہے نمازِ سابق اصول وارکان میں اسی نمازِ مستقر کے موافق نظر آتی ہے بلکہ حدیث مذکور بلفظ مواہب میں بعد فکان ذلک اول فرضہا رکعتین کے فرمایا ثم ان اللہ تعالیٰ اقرہا فی السفر کذلک واتمہا فی الحضر شرح زرقانی میں ہے اقرھا ای شرعہا علیٰ ھیئۃ ما کان یصلیہا قبل اس سے ظاہر یہ کہ پیش از معراج دو رکعتیں اسی طرح کی تھیں جیسی اب ہیں مگر بعض علما فرماتے ہیں معراج سے پہلے رکوع اصلا نہ تھا نہ اس شریعت میں نہ اگلے شرائع میں۔ رکوع ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی اُمت مرحومہ کے خصائص سے ہے کہ بعد اسرا عطا ہوا بلکہ معراج مبارک کی صبح کو جو پہلی نماز ظہر پڑھی گئی اُس تک رکوع نہ تھا اُس کے بعد عصر میں اُس کا حکم آیا اور حضور وصحابہ نے ادا فرمایا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم مسند بزاز ومعجم اوسط طبرانی میں امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث اس معنی کو مفید امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالرکوع فی الصلوۃ ذکر جماعۃ من المفسرین فی قولہ تعالیٰ وارکعوا مع الراکعین ان مشروعیۃ الرکوع فی الصلوۃ خاص بھذہ الملۃ وانہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat

لارکوع فی صلاۃ بنی اسرائیل ولذا امرھم بالرکوع مع امۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قلت وقد یستدل لہ بما اخرجہ البزار والطبرانی فی الاوسط عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اول صلاۃ رکعنا فیھا العصر فقلنا یارسول اللہ ماھذا قال بھذا امرت ووجہ الاستدلال انہ صلی قبل ذلک صلاۃ الظھر وصلی قبل فرض الصلوات الخمس قیام اللیل وغیر ذلک فکون الصلوۃ السابقۃ بلارکوع قرینۃ لخلو صلوۃ الامم السابقۃ منہ اھ شرح زرقانی مقصد خامس میں ہے الرکوع من خصائص الامۃ وما صلاہ المصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبل الاسراء لارکوع فیہ وکذا ظھر عقب الاسراء واول صلاۃ برکوع العصر بعدھا **اقول** یہ حدیث طبرانی اگر صحیح یا حسن ہے تو اسناد صحیح وحسن ہے ورنہ اس کا صریح معارض حدیث عفیف کندی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موجود کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں مکہ معظمہ آئے کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے دن خوب چڑھ گیا تھا کہ ایک جوان تشریف لائے اور آسمان کو دیکھ کر رو بکعبہ کھڑے ہوگئے ذرا دیر میں ایک لڑکے تشریف لائے وہ اُن کے دہنے ہاتھ پر قائم ہوئے تھوڑی دیر میں ایک بی بی تشریف لائیں وہ پیچھے کھڑی ہوئیں پھر جوان نے رکوع فرمایا تو یہ دونوں رکوع میں گئے پھر جوان نے سر مبارک اٹھایا تو ان دونوں نے اٹھایا جوان سجدے میں گئے تو یہ دونوں بھی گئے۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حال پوچھا کہا یہ جوان میرے بھتیجے محمد بن عبد اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور یہ لڑکے میرے بھتیجے علی اور یہ بی بی خدیجۃ الکبرٰی ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ میرے یہ بھتیجے کہتے ہیں کہ آسمان وزمین کے مالک نے انہیں اس دین کا حکم دیا ہے اور اُن کے ساتھ ابھی یہی دو مسلمان ہوئے ہیں اخرج ابن عدی فی الکامل وابن عساکر فی التاریخ عن عفیف بن الکندی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال جئت فی الجاھلیۃ الی مکۃ وانا ارید ان ابتاع لاھلی من ثیابھا وعطرھا فاتیت العباس وکان رجلا تاجرا فانی عندہ جالس انظر الی الکعبۃ وقد کلفت الشمس وارتفعت فی السماء فذھبت اذ اقبل شاب فنظر الی السماء ثم قام مستقبل الکعبۃ فلم البث الا یسیرا حتی جاء غلام فقام عن یمینہ ثم لم یلبث الا یسیرا حتی جاءت امراۃ فقامت خلفھما فرکع الشاب فرکع الغلام والمرأۃ فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأۃ فسجد الشاب فسجد الغلام والمرأۃ فقلت یا عباس امر عظیم فقال امر عظیم تدری من ھذا الشاب ھذا محمد بن عبد اللہ ابن اخی تدری من ھذا الغلام ھذا علی ابن اخی تدری من ھذہ المرأۃ ھذہ خدیجۃ بنت خویلد زوجتہ ان ابن اخی ھذا حدثنی ان ربہ رب السموت

https://www.facebook.com/darahlesunnat

والارض امره بهذا الدين ولم يسلم معه غير هؤلاء الثلثة فيه سعيد بن خثيم الهلالی قال الازدی منكر الحديث عن اسد بن عبد الله العسكری قال البخاری لايتابع علی حديثه اور دعویٰ اختصاص امت پر آیۂ کریمۂ وظن داود انما فتنٰه فاستغفر ربه وخر راكعا واناب کے ورود میں اگر تامل بھی ہو۔ فان كثيرا منهم فسروا ههنا الركوع بالسجود وان قال الحسين بن الفضل ان معناه خر بعد ما كان راكعا ای سجد تو کریمۂ يٰمريم اقنتی لربك واسجدی واركعی مع الراكعين ٥ ظاہرۃ الورود ہے۔ معالم میں ہے۔ قيل انما قدم السجود علی الركوع لانه كذلك فی شريعتهم وقيل بل كان الركوع قبل السجود فی الشرائع كلها وليس الواو للترتيب بل للجمع **اقول** یہاں اگرچہ تاویل رکوع بخشوع ممکن مگر حدیث شبِ معراج ثم دخلت المسجد فعرفت النبيين ما بين قائم وراكع وساجد رواه الحسن بن عرفة وابو نعيم عن ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه جس میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب مسجدِ اقصٰی میں تشریف فرما ہوئے انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا کوئی قیام میں ہے کوئی رکوع میں کوئی سجود میں نص مفسر غیر قابل التاویل ہے فانه يفيد التقسيم ولا يجوز ان يكون الخشوع قسيما للقيام والسجود فاندفع ما ذكر العلامة الزرقانی ههنا حيث قال تحت قوله ما بين قائم وراكع ای خاشع لخشوع الراكع فلا يرد ان الركوع من خصائص الامة الی اٰخر ما قدمنا نقله ورأيتنی كتبت علی هامشه ما حاصله ان فيه مثل ما قدمنا عن الزرقانی نفسه ان النص يحمل علی حقيقته الشرعية مهما امكن وقد امكن واختصاص هذه الامة من بين الامم لاينفی صدور الركوع من الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام لاسيما بعد الوفاة لاسيما بعد ما ظهرت شريعة نبی الانبياء صلی الله تعالٰی عليه وعليهم وسلم ونسخت شرائعهم عن اٰخرها وقرانه بقيام وسجود ادل دليل علی ان المراد الركوع الشرعی وكيف يحمل علی اللغوی وهو الخشوع مع انه قسم بينهم القيام والركوع والسجود افترى قائمهم وساجدهم غير خاشع اھ ما كتبت عليه ثم **اقول** الحديث ان دل علی خلو صلاة بنی اسرائيل عن الركوع كان ادل علی خلو صلوٰة الامة الابراهيمية عنه فان ملتنا هذه هی الملة الابراهيمية مع ان الله تعالٰی يقول وعهدنا الی ابرٰهيم واسمٰعيل ان طهرا بيتی للطائفين والعاكفين والركع السجود وقال تعالٰی واذ بوأنا لابرٰهيم مكان البيت ان لا تشرك بی شيئا وطهر بيتی للطائفين والقائمين والركع السجود وادعاء ان المراد بالركع الامة المحمدية خاصة واضح البعد

https://www.facebook.com/darahlesunnat

صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وآلہ وامنہ وبارک وسلم بالجملہ مدار کار صحت حدیث مذکور طبرانی و بزار پر ہے اگر وہ صحیح ہے تو ثابت ہوگا کہ معراج شریف سے پہلے کی نمازیں بلکہ ایک نماز بعد کی بھی بے رکوع تھی ورنہ ظاہر احادیث یہی ہے کہ نماز سابق ولاحق باہم یکساں ومتوافق ہیں ھذا کلہ ماظہر لی والعلم بالحق عند ربی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ (۲۵۱): از بنارس محلہ کتواپورہ مرسلہ مولوی حاجی محمد رضا علی صاحب۔ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ

سوال

خلاصۂ فتوائے مولوی صاحب موصوف کہ بطلب تصدیق نزد فقیر فرستادند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک اشتہار جو چھپا یا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ نامی بماہ ربیع الاول ۱۳۰۷ھ شب جمعہ روضۂ مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بیٹھے تھے اُن کو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونگھ میں باتیں کہیں جب آنکھ کھلی سب مضمون اشتہار کاغذ پر لکھا قبر شریف پر دھرا تھا اور بہت باتیں اس میں مندرج ہیں در باب اس اشتہار کے کیا ارشاد ہے۔ بینوا ایہا العلماء رحمکم اللہ۔

الجواب وھو العلیم: کہتا ہے فقیر محمد رضا علی البنارسی الحنفی اُس میں جو علامات قیامت لکھے ہیں بے شک علامات صغریٰ سب اس زمانہ میں موجود ہیں اور اسلام میں ضعف خصوصاً ہندوستان میں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اور فقیر کو توبہ نصیب کرے۔ مگر اشتہار میں جو لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب یا اونگھ میں فرمایا۔ علماء کتب معتبرہ میں لکھتے ہیں اگر کوئی کہے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں ایسا فرمایا اگر قائل فاسق ہے تو بلا شک کاذب ہے اور متقی ہے تو دیکھیں گے کہ یہ حکم جو یہ شخص پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتا ہے اگر برابر ہے قرآن وحدیث اور نصوص قطعیہ شرعیہ اور فقہ کے تو یہ قول بھی واجب الاذعان اور واجب الاتباع ہے اور اگر مخالف ہے ہرگز معتبر اور واجب الاتباع نہیں کیونکہ جو کلمہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیداری میں صحابہ کرام سے فرمایا اور متواتر منقول ہے اُسی کا اعتبار کریں گے مخالف کو اضغاث احلام شمار کریں گے ورنہ تعارض آپ کے کلام میں لازم آئے گا کذا ذکرہ الملا علی القاری

https://www.facebook.com/darahlesunnat